قوتِ توحید

تحریر
جناب غلام سرور قریشی
عباس پورہ جہلم

قرآن میں ارشاد ہے کہ کافر ڈرپوک ہوتے ہیں کیونکہ مشرک ہوتے ہیں۔

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑا ہے کہ امریکہ میں مسٹر ڈونلڈ ٹرمپ صدر بن گئے ہیں اور ہم لرزہ براندام ہیں کہ وہ مسلمان آبادکاروں کو امریکہ سے نکال دیں گے یا پاکستانی مسلمانوں پر امریکہ کے دروازے بند کردیں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سوچ عاجلانہ ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ، انڈیا کا مودی نہیں۔ مودی ایک جذباتی نیم پاگل ہے وہ خود اپنے ملک میں تیزی سے اپنی مقبولیت کھو رہا ہے اور جو کچھ ہم سے کر رہا، اس کا جواب اینٹ کے بدلے پتھر سے پا رہا ہے۔ میرا خیال ہے۔ اسے جو کچھ کرنا تھا، کرچکا ہے۔ یہی اس کی حد تھی۔ اس سے آگے وہ ہرگز نہ جائے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ انڈیا اور پاکستان کا وجود ہی باہمی دشمنی سے قائم ہے کیونکہ تقسیم ہند، ہندو مسلم نفرت اور اصولی دشمنی کے تحت ہوئی تھی۔ کشمیر کا تنازعہ اوّل تو حل ہی نہ ہوگا اور اگر کبھی حل ہو ہی جائے تو پھر بھی پاک بھارت دشمنی، کبھی دوستی میں بدل نہیں سکتی۔ یہ میری سوچ ہے جو ظاہر سے بحث کرتی ہے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ حل کردیں تو دوسری بات ہے۔

مسٹر ڈونلڈ ٹرمپ کا معاملہ، مودی سے مختلف ہے۔ البتہ تثلیث کے فرزندوں اور بھارت کے مشرک ہندوؤں کے درمیان شرک قدرِ مشترک ہے جو انہیں، مسلمانوں کے خلاف ملتِ واحدہ بناتی ہے۔ یہ حدیث شریف کا فیصلہ ہے۔ ہم اسے بدل نہیں سکتے۔ امریکہ اور عیسائی دنیا کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھنے کیلئے ہم نے روس سے منہ موڑا مگر وقت پڑنے پر کمیونسٹ روس اور عیسائی امریکہ دونوں نے ہمیں دھوکہ دیا اور 1965ء کی جنگ سے لے کر آج تک، بشمول سقوط ڈھاکہ، دونوں نے انڈیا کا ساتھ دیا۔ پھر وہی اصول کارفرما رہا کہ پاکستان کے مقابلے میں روس، امریکہ دونوں نے انڈیا کے ساتھ ملتِ واحدہ بنا لی۔ چائنہ کا معاملہ الگ ہے کہ وہ 1949ء سے لے کر 1968ء تک اقوامِ عالم کی برادری سے خارج رہا اور انڈیا کے ساتھ ہندی چینی بھائی بھائی کا نعرہ لگاتا رہا۔ حالات نے پلٹا کھایا۔ نہرو کی مت ماری گئی اور اس نے تبت پر حملہ کردیا۔ صورت یہ بنی کہ پاکستان اور چائنہ دونوں مجبور تھے کہ ایک دوسرے کے قریب آئیں۔ یہی چائنہ آج پاکستان کا اتنا حامی ہے کہ امریکہ اور انڈیا مل کر بھی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بین الاقوامی تعلقات، اقوامِ عالم کے اپنے معاشی اور سیاسی مفادات کے تابع ہوتے ہیں۔

ہمارے۔اہل دانش نے صدر ٹرمپ کے انتخاب پر نہایت عاجلانہ فیصلے کیے جو بالکل سطحی ثابت ہو رہے ہیں۔شاید انہیں بھول لگی کہ اوباما ہمارا دوست تھا اور ٹرمپ ہمارا مخالف ہے۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اوباما ہوں یا ٹرمپ یعنی ری پبلکن اور ڈیموکریٹ دونوں امریکی مفاد کیلئے کام کرتے ہیں۔انہیں ہمارا مفاد اتنا ہی عزیز ہوسکتا جتنا امریکی مفاد کیلئے ضروری ہو۔ہمیں اپنے مفادات کے مطابق خود اپنے فیصلے کرنا ہوں گے جبکہ حال یہ ہے کہ ہمارے اہل دانش کی اکثریت امریکہ اور انڈیا یا کے پے رول پر ہے۔ایم۔کیو۔ایم کا تو بھارت کی ''را'' کا مال کھانا ثابت ہو چکا۔مرحوم پروفیسر فیض اور عبدالغفار خان کا روس اور انڈیا سے منتھلیاں لینا بھی ثابت ہے۔عراق تو لب نیست ہو گیا البتہ ایران کو اسلام کا کوئی رشتہ یاد نہ رہا۔آج ہی اخبارات میں ایران کا بیان آیا ہے۔''پاکستان اور بھارت ہمارے بہترین دوست ہیں اور اگر دونوں چاہیں تو وہ ان کے درمیان مسئلہ کشمیر پر ثالثی کرنے کو تیار ہے۔'' کدھر گیا اسلام؟ کدھر گیا برادر؟ کہاں گئی اخوت؟ یہ بیان انڈیا نے دلایا ہے تاکہ پاکستان کو معلوم ہو جائے کہ اب اسے مسئلہ کشمیر پر ایران کی حمایت حاصل نہیں رہی۔

میں نے یہ چند مثالیں لکھی ہیں۔ پورے عالم اسلام میں اگر کوئی حمایتی رہ گیا ہے تو صرف ترکی یا انڈونیشیا ہے۔بنگلہ دیش کی حسینہ واجد، ہمارے لیے اندرا گاندھی بن چکی ہے۔

انجام یہ ہے کہ اہل قبلہ کی توحید منتشر اور سارے جہان کا شرک اکٹھا ہو گیا ہے۔توحید کی وہ قوت جس سے شرک لرزہ براندام رہتا تھا، پارہ پارہ ہوگئی۔ میں نے صرف اس توحید کا ذکر کیا ہے، جو بمقابلہ اہل شرک صف آرا ہوسکتی تھی، لیکن اس سے آگے کا حال اس سے بھی بڑھ کر سنگین ہے کہ پورے عالمِ اسلام میں ''الا ماشاء اللہ'' شرک اس حد تک رائج ہو چکا ہے کہ مسلمانوں نے چپے چپے پر اپنے اپنے باب الحوائج بنالیے ہیں یہاں دن رات غیر اللہ کے سوالیوں کے جھرمٹ لگے رہتے ہیں۔حاجت روائی، مشکل کشائی اور فریاد رسی کے اشتہارات چھاپے جاتے ہیں۔دیواروں پر وال چاکنگ کی جاتی ہے ہوشیار لوگوں نے، مسلم عوام کی اس محبت اور عقیدت کا استحصال کیا ہے، جو انہیں آقائے نامدار سیدنا و مولانا محمد ﷺ کی ذات اقدس سے ہے۔اس مقدس نام پر اپنی ایجنسیاں کھول لی ہیں جہاں وہ اپنی اولیائی کے تخت سجا کر بیٹھے ہیں۔حاجت روائی کے دعویٰ پر مسلمانوں کو بدترین شرک میں مبتلا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ کو اپنی توحید کائنات ارضی کی ہر شے اور ہستی سے زیادہ عزیز ہے اور یہ متاع گرانمایہ جب مسلمانوں سے اٹھ گئی تو وہ فرزند تثلیث ٹرمپ سے ڈرنے لگے۔

ہم توحید کی قوت کو فراموش کر دیں تو ہماری مرضی، اللہ تعالیٰ کو اس سے بڑھ کر کوئی شے عزیز نہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرآن پاک میں کئی بار یاددہانی کرائی گئی، حالانکہ بظاہر اس کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ آپؑ براہ راست، اللہ تعالیٰ کی اپنی حفاظت میں تھے۔ لسانِ نبی ﷺ، وحی کے تحت ہی کلام کرتی۔ گویا کلام کی عصمت کا محافظ بھی وہ خود تھا۔ ایسے میں فکر نبی ﷺ کیونکر اس زبردست حفاظتی حصار سے باہر نکل سکتی تھی مگر پھر بھی یہ یاددلانا ضروری سمجھا گیا کہ اگر آپ ﷺ نے بھی شرک کیا تو معاف نہیں کیا جائے گا۔ جہاں اپنے نبی معصوم اور پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کو، جن سے صدور شرک محالات میں سے تھا، کئی بار جتلانا ضروری سمجھا گیا، وہاں ہم تم کس باغ کی مولی ہیں کہ شرک کے ارتکاب پر بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔

مسلمان اب اس حد تک گر گئے ہیں کہ اشرف غنی، صدر افغانستان، امرتسر کے گولڈن ٹمپل میں پرارتھنا کر آئیں اور ہمارے سرتاج عزیز اس کی حسرت لئے واپس آ جائیں۔ محمد ﷺ کا کلمہ توحید پڑھنے والے، غیر مسلموں سے اتنے مرعوب ہو گئے ہیں کہ مرحوم عبدالغفار خان بھارت یاترا کیلئے گئے تو مشرکِ اعظم گاندھی کی سمادھی پر پرارتھنا کر کے آئے اور براہمداغ، وہاں پھول چڑھا آئیں تو بتایا جائے شرک کسے کہتے ہیں؟

درۂ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پیچھے توحید کی قوت تھی جس کی دہشت سے رومۃ الکبریٰ کا قیصر اپنے تخت پر بیٹھا لرز جاتا تھا۔ یہ تاریخ ہے، افسانہ نہیں۔ خالد بن ولید کی تلوار کی باڑ میں توحید کی طاقت تھی جس سے انہوں نے، ساٹھ موحد مجاہدین کے ساتھ، ساٹھ ہزار رومیوں کو شکست دی تھی۔ مسلمانوں کے پاس جتنی دولت آج ہے، اتنی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس نہ تھی پھر وہ کس طاقت سے جنگِ قادسیہ میں فتح یاب ہوئے تھے؟ یہ توحید کی قوت تھی جواُن کے بازوئے شمشیر زن کو تھکنے نہ دیتی تھی۔ یہ توحید کی قوت تھی جواُن کی گردن کو کبھی جھکنے نہ دیتی تھی۔

عقیدہ توحید کی کمزوری کی وجہ سے ہی، ہم امریکی انتخاب کے نتیجے میں برسراقتدار آنے والے ٹرمپ سے ڈر رہے ہیں کہ وہ ہمارا دشمن ہے۔ ارے عقل کے اندھو! ٹرمپ سے، ڈرتے ہو اور اللہ سے نہیں ڈرتے ہو۔ حضور اکرم ﷺ کے خیر القرون سے بعد، بہت بعد، جب مسلمانوں کا عقیدہ توحید کمزور نہیں ہوا تھا، صلیبی جنگوں کے انگریز ہیرو رچرڈ شیر دل نے مسلمان ہیرو سلطان صلاح الدین ایوبی کے بھتیجے شیر کوہ سے اپنی بیوہ بھاوج کا نکاح کر کے صلح کی تھی۔ مسلمانوں کے خیال میں یہ عقیدہ بیٹھ گیا ہے کہ دعائیں صرف کسی مزار کی وساطت اور کسی غیر اللہ کے حوالے سے مستجاب ہوتی ہیں۔ قریہ قریہ، نگر نگر اور بستی بستی باب الحوائج قائم ہیں۔ حاجت براری کیلئے ایسے ایسے اڈے اپنے ہاتھوں سے اپنے چندوں سے تعمیر کرتے ہیں، جہاں جبین نیاز جھکائی جاتی ہے۔ جہاں چڑھاوے، نذریں اور منتیں پیش کی جاتی ہیں اور عقیدہ توحید کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

کاش یہ بندگانِ حاجات کبھی قرآن کی آواز ہی سن لیتے کہ اللہ تعالیٰ بہت قریب ہے۔ انسان کی شہ رگ، جو اس کے جسم سے جڑی ہے، وہ اس سے دور ہے جبکہ اللہ تعالیٰ، اس سے زیادہ قریب ہے۔ گویا انسان کی ذات، انسان سے دُور ہے اور اس کا رب، اس سے قریب ہے۔ پھر یہ آواز بھی سن لیتے کہ وہ ہر پکارنے والے کی پکار اور دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ پھر کبھی یہ بھی سوچا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کو نیند اور اونگھ کیوں نہیں آتی؟ اس نے اپنی ذات پاک کو ان نقائص سے اس لیے بَری رکھا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ اس کا کوئی بندہ، اسے پکار رہا ہو اور وہ سویا ہو۔ انسان کتنا نادان ہے کہ اس کا رب تو اس کی دعا اور پکار کو سننے کیلئے ہمیشہ تیار اور بیدار ہے، اسے چھوڑ کر دوسروں کو پکارتا اور وسیلہ بناتا ہے۔ توحید ایک غیرت کا عقیدہ ہے۔ جب غیرت مرتی ہے تو انسان کا شرف جاتا رہتا ہے اور وہ مارا مارا پھرتا ہے۔ عقیدہ توحید مضبوط ہو اور انسان اس غیرت کو اپنے اعمال وافعال میں شامل کرلے تو وہ خودی جنم لیتی ہے جس کا حوالہ اقبال دیتے ہیں۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق یہی مضمون قرآن میں یوں آیا ہے ﴿رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ﴾ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے غلام تھے۔ آقا اپنے غلاموں سے راضی ہو جائے تو بات سمجھ آتی ہے مگر ان غلاموں کا اپنے آقا سے راضی ہونا، آقا کیلئے اتنا اہم ہے کہ اس کا ذکر کرنا اپنی شانِ کبریائی کے لائق جانا۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فوزِ عظیم ٹھہرا دیا۔ اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد واعمال کا تجزیہ کرکے دیکھ لیں۔ وہ کس دربار میں، کس داتا کے حضور میں اپنی التجائیں اور کس باب الحوائج میں اپنی آرزوئیں پیش کیا کرتے تھے۔ ان کا دربار، صرف دربارِ الٰہیہ تھا۔ ان کی زیارت گاہ صرف اور صرف حرمین شریفین مکہ و مدینہ تھے۔ اس دور مسعود میں جزیرہ نمائے عرب اور نو مسلم عجمی علاقوں میں کوئی مزار مرجعِ خلائق نہ تھا۔ صرف اور صرف توحید تھی جس پر اُن کے اعمال کے خوبصورت محلات قائم تھے۔ عقائد و اعمال کی توحیدی قوت کے ساتھ جدھر کا رخ کرتے، فتح ان کے قدم چومتی۔ ان کی رائے کی اصابت توحید سے تھی۔ ان کی تلواروں کی چمک اور اصالت توحید سے تھی۔ والحمد للہ رب العالمین۔